جلد ۵۲/۱۷ | ۶ احسان ۱۳۴۲ ہش | ۱۳ محرم ۱۳۸۳ھ | ۶ جون ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۳۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۵ رجون بوقت ۱/۲ ۷ بجے صبح

کل دن بھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی تکلیف رہی ۔ رات نیند آگئی اِس وقت طبیعت بہتر ہے ۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین اللّٰھم آمین

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۵ رجون ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت گزشتہ دو تین روز سے ہیٹ سٹروک کے باعث ناساز ہے ۔ نیز انتڑیوں اور معدہ میں سوزش کی شکایت ہے ۔ احبابِ جماعت توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے ۔ آمین

صاحبزادی سیدہ طلعت صاحبہ کیلئے دعا کی تحریک

ڈھاکہ ۲ رجون ۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے ۔ صاحبزادی سیدہ طلعت صاحبہ سلمہا کی حالت تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے کمزوری بہت زیادہ ہے ۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صاحبزادی صاحبہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ اور عمرِ دراز سے نوازے ۔ آمین ۔

درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

مکرمی سید شاہ محمد صاحب جو عارضہ قلب سے بیمار تھے اطلاع دیتے ہیں کہ اب بیماری میں گو افاقہ ہے مگر اب بھی بیماری کا اثر باقی ہے ۔ اس لئے مخلصین جماعت سے شاہ صاحب کی مکمل صحت یابی کے لئے درخواستِ دعا ہے ۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عیسائی مشنریوں اور پادریوں کی پوری کوشش یہ ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اسلام کو نابود کر دیا جائے

خدا تعالیٰ نے عین ضرورت کے وقت دینِ اسلام کی حفاظت کیلئے یہ سلسلہ قائم کیا ہے

"میری نصیحت یہی ہے کہ دیکھو کہ جس قدر مذاہب مختلفہ موجود ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے خصوصیت کے ساتھ عیسائی مذہب اسلام کا سخت دشمن ہے ۔ عیسائی مشنریوں اور پادریوں کی ساری کوشش اس ایک امر میں صرف ہو رہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور جس طرح ممکن ہو اسلام کو نابود کیا جائے اور اُس توحید کو جو اسلام نے قائم کی تھی جس کے لئے بہت سی جانوں کا کفارہ دینا پڑا تھا اسے نابود کر کے یسوع کی خدائی کا دنیا کو قائل کرایا جاوے اور اس کے خون پر یقین دلایا جاوے جو بے قیدی، آزادی اور اباحت کی زندگی کو پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر وہ پاک غرض تقوے و طہارت و عملی پاکیزگی کی جو اسلام کا مدعا تھا مفقود کی جائے ۔ عیسائی پادریوں نے اپنی ان اغراض میں کامیابی حاصل کرنے کے واسطے بہت سے طریقے اختیار کئے ہیں اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو مرتد کر لیا اور بہت سے ہیں جن کو نیم عیسائی بنا دیا ہے ۔ اور بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو ملحدانہ طبیعت رکھتے ہیں اور اپنی طرز بود و باش اور رفتار و گفتار میں عیسائیت کے اثر سے متاثر ہیں ۔ نوجوانوں کی ایک جماعت اور مخلوق ہے جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئی ہے اور کالجوں میں اسکی تربیت ہوئی وہ خدا تعالیٰ کے کلام کی بجائے فلسفہ اور طبعیات کی قدر کرتی ہے اور اس کو مقدم اور ضروری سمجھتی ہے ۔ اسلام اس کے نزدیک عرب کے جنگلوں کے حسبِ حال تھا ان باتوں اور حالتوں کو جب میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں میں دوسروں کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میرے دل پر سخت صدمہ ہوتا ہے کہ آج اسلام ان مشکلات اور آفتوں میں پھنسا ہوا ہے اور مسلمانوں کی اولاد کی یہ حالت ہو رہی ہے جو وہ اسلام کو اپنے مذاق ہی کے خلاف سمجھتے ہیں ......

مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے وعدہ کے موافق اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی کیونکہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ صدق اللہ و رسولہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی باتیں سچی ہیں ۔"

(الحکم ۱۰ رجنوری ۱۹۰۳ء)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۶ ؍ جون ۶۳ء

یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

حدیث میں مسیح موعود کے متعلق آیا ہے کہ

یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

اس کا مطلب تمام علمائے کبار نے یہی سمجھا ہے کہ آنے والا مسیح جس کی خبر احادیث میں دی گئی ہے مسیحیت کا استیصال کرے گا۔ بظاہر یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ خود مسیح کہلانیوالا ہی اپنے ماننے والوں کے مخالف ہو جائے گا تاہم موجودہ مسیحیت اور قرآن کریم کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ قرآن کریم نے موجودہ مسیحیت کی سخت تردید کی ہے اس تعلق میں سورہ مائدہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

"واذ قال اللّٰہ یٰعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللّٰہ۔ قال سبحٰنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہٗ فقد علمتہٗ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیءٍ شھید۔ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم۔ قال اللّٰہ ھذا یوم ینفع الصّٰدقین صدقھم لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابداً رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ ذٰلک الفوز العظیم للّٰہ ملک السمٰوٰت والارض وما فیھن وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔
(سورہ مائدہ ۱۱۷/۱۲۰)

اور جب اللہ تعالےٰ نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری والدہ کو اللہ تعالےٰ کے مقابل دو خدا بنا لینا (حضرت عیسیٰؑ نے جواب میں کہا اے اللہ تعالےٰ تو پاک ہے یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا کہ میں وہ بات کہتا جو میرے نزدیک حق نہیں ہے۔ اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو تجھ کو اس کا علم ہوتا کیونکہ تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے تحقیق تو ہی علام الغیوب ہے۔ میں نے ان کو کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کا تو نے مجھے حکم نہیں دیا۔ میں نے تو کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ کی جو میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے پرستش کرنا اور جب تک میں ان میں موجود تھا میں ان پر نگران تھا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہی تمام چیزوں پر نگران ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے پس وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے پس تحقیق تو عزت والا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کہا آج کا دن سچوں کو ہی نفع دے گا۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوئے یہ بڑی کامیابی ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالےٰ کے لئے ہی ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور وہ ہر بات پر خوب قدرت رکھنے والا ہے"۔

قرآن کریم کی ان آیات کریمہ کا مطلب صاف ہے۔ موجودہ مسیحیت وہ دین نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سکھایا تھا بلکہ یہ دین آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے خود بنا لیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح جو کسر صلیب اور قتل خنزیر کرے گا وہ اسی لئے ہے کہ مسیح علیہ السلام کا دین بگڑ چکا ہے موجودہ مسیحیت وہ دین ہی نہیں جو مسیح نے سکھایا تھا بلکہ آپ کو اور آپ کی والدہ کو "خدا بنا دینا" لوگوں کا اپنا کام ہے اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ضرور تھا کہ موجودہ مسیحیت کا استیصال کیا جائے اور لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی تعلیمات کی طرف بلایا جائے جو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی واحد خدا ہے اور اسی کی عبادت کرنی چاہیئے یہ تعلیم قرآن کریم کے نزول پر بیان کر دی گئی ہے اس لئے ضروری تھا کہ آنے والا مسیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی ہو اس کا بنیادی کام موجودہ مسیحیت کی تردید ہے تاکہ مسیح علیہ السلام کی صحیح تعلیم پھر زندہ ہو اسی لئے احادیث میں کہا گیا ہے کہ آنیوالا مسیح صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا یعنی وہ موجودہ مسیحیت کا استیصال کرے گا اور مسیحیوں کو اللہ تعالےٰ کے سیدھے راستہ پر لائے گا یعنی وہ تثلیث کی بجائے واحد خدا تعالےٰ کی عبادت کو قائم کرے گا

اور یہ آیات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئیں ان کا نزول بے مقصد نہیں ہے محض ایک آئندہ واقعہ کو بیان کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد یہی ہے کہ موجودہ مسیحیوں کو واضح کیا جائے کہ تم نے جو دین گھڑ لیا ہے جس میں مسیح ابن مریمؑ اور ان کی والدہ کو خدا بنا لیا ہے یہ جھوٹا دین ہے۔ یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا دین نہیں ہے بلکہ یہ تمہارا خود ساختہ دین ہے قیامت کے روز اللہ تعالےٰ حضرت مسیح ابن مریم سے بھی پرسش کرے گا کہ کہیں یہ دین تم نے تو نہیں سکھایا مگر حضرت مسیح ابن مریمؑ صاف انکار کر دیں گے یہ سوال و جواب قرآن کریم میں اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو خدا بنانے والے جان لیں کہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی صحیح تعلیمات سے انحراف کر گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ ان کو جتلا دینا چاہتا ہے کہ وہ اس باطل دین کو چھوڑ دیں حدیث کا مفاد یہی ہے کہ جب آنیوالا مسیح آئیگا وہ قرآن کریم کے استدلال سے موجودہ مسیحیت کا پول کھولے گا اور اس کا استیصال کر کے حقیقی موحدانہ دین کی طرف لوگوں کو بلائے گا

حدیث میں یکسر الصلیب اور یقتل الخنزیر کے دو جملے آتے ہیں۔ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ آنیوالا مسیح موجودہ مسیحیت کا استیصال کرے گا تو کیا ایک جملہ مثلاً یکسر الصلیب اس معنی کو بیان کرنے کے لئے کافی نہیں تھا۔ اگر کافی تھا تو پھر یقتل الخنزیر کے جملے کا کیوں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یقتل الخنزیر کہنے کے بغیر فتنہ آخر الزمان کی پوری کیفیت واضح نہیں ہو سکتی تھی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ مسیحیت نہ صرف صلیب اور تین خداؤں کو پوجتی ہے بلکہ اس نے شریعت کو لعنت قرار دے کر دنیا میں مادر پدر آزادی کے رجحانات پیدا کر دئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں سخت بے حیائی پھیل گئی ہے۔ اور بے دینی اور الحاد فروغ پا رہا ہے۔

ذیل میں ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں:۔

"جبکہ یہ دونوں فتنے ہوں گے۔ ان فتنوں کی بنیاد دو خبیث چیزوں پر ہوگی ایک فرقہ ہوگا جو الدجال کہلائے گا۔ اور ایک یاجوج۔ الدجال۔ دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبہ ہو۔ یہ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے۔ مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔ زرگر کیا کرتے ہیں جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ بھی دجل ہے۔ جو یا عیسیٰ انی متوفیک کو الٹاتے ہیں یہ بھی دجل ہے۔ مگر آخری زمانے کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا۔ گویا دجالیت کا ایک دریا بہہ نکلے گا۔ الدجال پر ال استغراق کا ہے۔ پس الدجال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے یعنی پہلے جس قدر مختلف اور متفرق کید، حیلے، ضلالت اور کفر کے تھے کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا۔ متفرق طور پر جس قدر اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے مگر وہ ایک حد تک تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ اس وقت اعتراضات کا ایک دریا بہہ نکلے گا جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں ندیاں مل کر ایک دریا بن جاتا ہے۔ اسی طرح کل دجل مل کر ایک بڑا دجل ہوگا۔ چنانچہ اس زمانہ میں دیکھ لو کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے۔ ہر طرف سے اسلام پہ نکتہ چینیاں اور اعتراض کئے جاتے ہیں اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے۔ میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں۔ انکی تعداد تین ہزار تک پہنچتی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں ان کی تعداد چھ کروڑ تک پہنچ چکی ہے گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔ پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے اور الدجال کا بروز ہے۔ ایسا ہی یاجوج یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ ان کا بہت بڑا تعلق ہوگا۔ اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے۔ گویا آگ ان کے قابو میں ہوگی اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے دیکھ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کس قدر تعلق ہے۔ کلیں کس قدر جاری ہیں۔ اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں"۔ (ملفوظات حصہ اول صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶)

دوسری قسط

"سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب"

رقم فرمودہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس معرکۃ الآراء تصنیف "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ناروا ضبطی کے حکم کو حکومت مغربی پاکستان نے حال ہی میں واپس لیا ہے۔ اس کا ایک حصہ جو پہلے سوال اور اس کے جواب پر مشتمل تھا شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا سوال اور اس کا جواب آج ہدیۂ احباب کیا جاتا ہے:۔

سوال نمبر ۲۔ اگر اسلام کا مقصد توحید کی طرف آدمیوں کو رجوع کرنا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آغاز اسلام میں یہودیوں کے ساتھ جن کی الہامی کتابیں توحید کے سوا اور کچھ نہیں سکھاتیں جہاد کیا گیا۔ کیوں آجکل یہودیوں یا توحید کے ماننے والوں کی نجات کے لئے مسلمان ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے؟

الجواب۔ واضح ہو کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی توریت کی ہدایتوں سے بہت دور جا پڑے تھے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ان کی کتابوں میں توحید باری تعالےٰ تھی مگر وہ اس توحید سے متمتع نہیں ہوتے تھے اور وہ علت غائی جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا اور کتابیں نازل ہوئیں اس کو کھو بیٹھے تھے۔ حقیقی توحید یہ ہے کہ خدا کی ہستی کو مان کر اور اس کی وحدانیت کو قبول کر کے پھر اس کامل اور محسن خدا کی اطاعت اور رضا جوئی میں مشغول ہونا اور اس کی محبت میں کھوئے جانا۔ سو عملی طور پر یہ توحید ان میں باقی نہیں رہی تھی۔ اور خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال ان کے دلوں پر سے اٹھ گئی تھی۔ اور وہ لبوں سے خدا خدا پکارتے تھے۔ مگر دل ان کے شیطان کے پرستار ہو گئے تھے اور ان کے سینے دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور مکر اور فریب میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ ان درویشوں اور راہبوں کی پوجا ہوتی تھی اور سخت قابل شرم اور بے حیائی کے کام ان میں ہوتے تھے۔ ریاکاریاں بڑھ گئی تھیں، مکاریاں زیادہ ہو گئی تھیں اور ظاہر ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہیں۔ اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالےٰ پر رکھنا چاہیئے۔ یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیئے۔ ان سب باتوں میں وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک بت پرست ہے بت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جاوے جو خدا تعالےٰ کا حق ہے وہ خدا کی نگاہ میں بت ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ توریت میں اس باریک بت پرستی کی تصریح نہیں ہے۔ مگر قرآن شریف ان تصریحات سے بھرا پڑا ہے۔ سو قرآن شریف کو نازل کرنے کے خدا تعالےٰ کا ایک یہ بھی منشاء تھا کہ یہ بت پرستی بھی جو دق کی بیماری کی طرح لگی ہوئی تھی لوگوں کے دلوں سے دور کرے اور اس زمانہ میں یہودی اس قسم کی بت پرستی میں غرق تھے اور توریت ان کو چھڑا نہیں سکتی تھی۔ اس لئے کہ توریت میں یہ باریک تعلیم نہیں تھی۔ اور نیز اس لئے کہ یہ بیماری جو تعلیم یہودیوں میں پھیل گئی تھی ایک پاک توحید کے نمونہ کو چاہتی تھی جو زندہ طور پر ایک کامل انسان میں نمودار ہو۔

یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو یا انسان ہو۔ خواہ سورج ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا .... اپنا خوف اسی سے خاص کرنا اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اول۔ ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اسکے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔

دوم۔ صفات کے لحاظ سے توحید۔ یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں۔ یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین رکھنا۔

تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید۔ یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالےٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔ سو اس توحید کو جو تینوں شعبوں پر مشتمل اور اصل مدار نجات ہے یہودی لوگ کھو بیٹھے تھے۔ چنانچہ ان کی بدچلنیاں اس بات پر صاف گواہی دیتی تھیں کہ ان کے لبوں میں خدا کے ماننے کا دعوےٰ ہے مگر دل میں نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف خود یہود و نصاریٰ کو ملزم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ لوگ توریت اور انجیل کو قائم کرتے تو آسمانی رزق بھی انہیں ملتا اور زمینی بھی۔ یعنی آسمانی خوارق عادات اور قبولیت دعا اور کشوف اور الہامات جو مومن کی نشانیاں ہیں ان میں پائی جاتیں جو آسمانی رزق ہے اور زمینی رزق بھی ملتا۔ مگر اب وہ آسمانی رزق سے بکلی بے نصیب ہیں۔ اور زمین کا رزق بھی رو بحق ہو کر نہیں بلکہ رو بدنیا ہو کر حاصل کرتے ہیں۔ سو دونوں رزقوں سے محروم ہیں۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف کی تعلیم سے بے شک ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ سے لڑائیاں ہوئیں۔ مگر ان لڑائیوں کا ابتدا اہل اسلام کی طرف سے ہرگز نہیں ہوا۔ اور یہ لڑائیاں دین میں جبراً داخل کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ اس وقت ہوئیں جبکہ خود اسلام کے مخالفوں نے آپ ایذا دے کر یا موذیوں کو مدد دے کر ان لڑائیوں کے اسباب پیدا کئے۔ اور جب اسباب انہیں کی طرف سے پیدا ہو گئے۔ تو غیرت الٰہی نے ان قوموں کو سزا دینا چاہا اور اس سزا میں بھی رحمت الٰہی نے یہ رعایت رکھی کہ اسلام میں داخل ہونے والا یا جزیہ دینے والا اس عذاب سے بچ جائے۔

یہ رعایت بھی خدا کے قانون قدرت کے مطابق تھی کیونکہ ہر ایک مصیبت جو عذاب کے طور پر نازل ہوتی ہے۔ مثلاً وبا یا قحط تو انسانوں کا کانشنس خود اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے کہ وہ دعا اور توبہ اور تضرع اور صدقات اور خیرات سے اس عذاب کو موقوف کرانا چاہیں۔ چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ رحیم خدا عذاب کو دور کرنے کے لئے خود الہام دلوں میں ڈالتا ہے جیسا کہ حضرت موسےٰ کی دعا سے کئی دفعہ منظور ہو کر بنی اسرائیل کے سر سے عذاب ٹل گیا۔ غرض اسلام کی لڑائیاں سخت طبع مخالفوں پر ایک عذاب تھا۔ جس میں ایک رحمت کا طریق بھی کھلا تھا سو یہ خیال کرنا دھوکہ ہے کہ اسلام نے توحید کے شائع کرنے کے لئے لڑائیاں کیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ لڑائیوں کی بنیاد محض سزا دہی کے طور پر اس وقت شروع ہوئی کہ جب دوسری قوموں نے ظلم اور مزاحمت پر کمر باندھی۔

اب رہا یہ سوال کہ یہودیوں کو مسلمان ہونے کی ضرورت کیا تھی وہ تو پہلے سے موحد تھے؟

اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں کہ توحید یہودیوں کے دلوں میں قائم نہ تھی، حرف کتابوں میں تھی اور وہ بھی ناقص۔ سو توحید کی زندہ روح حاصل کرنے کی ضرورت تھی، کیونکہ جب تک توحید کی زندہ روح انسان کے دل میں قائم نہ ہو۔ تب تک نجات نہیں ہو سکتی۔ یہودی مردوں کی طرح تھے اور باعث سخت دلی اور طرح طرح کی نافرمانیوں کے وہ زندہ روح ان میں سے نکل چکی تھی۔ انکو خدا کے ساتھ کچھ بھی میلان باقی نہ رہا تھا۔ اور ان کی توریت باعث نقصان تعلیم اور نیز بوجہ لفظی اور معنوی تحریفوں کے اس لائق نہیں رہی تھی جو کامل طور پر رہبر ہو سکے۔ اس لئے خدا نے زندہ کلام تازہ بارش کی طرح اتارا۔ اور اس زندہ کلام کی طرف ان کو بلایا، تا کہ وہ طرح طرح کے دھوکوں اور غلطیوں سے نجات پاکر حقیقی نجات کو حاصل کریں۔ سو قرآن شریف کے نزول کی ضرورتوں میں سے ایک یہ تھی کہ تا مردہ طبع یہودیوں کو زندہ توحید سکھاوے اور

۲۔ دوسرے یہ کہ تا اُن کی غلطیوں پر ان کو متنبہ کرے اور تیسرے یہ کہ تا وہ مسائل کو جو توریت میں محض اشارہ کی طرح بیان ہوئے تھے جیسا کہ مسئلہ حشر الاجساد اور مسئلہ بقاء روح اور مسئلہ بہشت اور دوزخ ان کے مفصل حالات سے آگہی بخشے۔

یہ بات سچ ہے کہ سچائی کی تخم ریزی توریت سے ہوئی اور انجیل نے اس تخم سے ایک آئندہ کی بشارت دینے والے کی طرح سبزہ دکھلایا۔ اور جیسے ایک کھیت کا سبزہ پوری صحت اور عمدگی سے نکلتا ہے اور بزبانِ حال خوشخبری دیتا ہے کہ اس کے بعد اچھے پھل اور اچھے خوشے ظہور کرنے والے ہیں۔ ایسا ہی انجیل کامل شریعت اور کامل رہبر کے لئے خوشخبری کے طور پر آئی اور قرآن سے وہ تخم اپنے کمال کو پہنچا جو اپنے ساتھ اس کامل نعمت کو لایا جس نے حق اور باطل میں کلی فرق کر کے دکھلایا اور معارفِ دینیہ کو اپنے کمال تک پہنچایا جیسا کہ توریت میں پہلے سے لکھا تھا:

"خدا وند سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے ان پر چمکا"۔

یہ بات بالکل ثابت شدہ امر ہے کہ شریعت کے ہر ایک پہلو کو کمال کی صورت میں صرف قرآن شریف نے ہی دکھلایا ہے۔ شریعت کے بڑے حصے دو ہیں۔ حق اللہ اور حق العباد یہ دونوں حصے صرف قرآن شریف نے ہی پورے کئے ہیں۔ قرآن کا یہ منصب تھا کہ تا وحشیوں کو انسان بنا دے اور انسان سے بااخلاق انسان بناوے۔ اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بنائے۔ سو اس منصب کو اس نے ایسے طور پر پورا کیا کہ جس کے مقابل پر توریت ایک گونگے کی طرح ہے۔

اور منجملہ قرآن کی ضرورتوں کے ایک یہ امر بھی تھا کہ جو اختلاف حضرت مسیحؑ کی نسبت یہود اور نصاریٰ میں واقع تھا اس کو دور کرے۔ سو قرآن شریف نے ان سب جھگڑوں کا فیصلہ کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الخ اسی جھگڑے کے فیصلہ کے لئے ہے کیونکہ یہودی لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نصاریٰ کا نبی یعنی مسیح صلیب پر کھینچا گیا۔ اس لئے موافق حکم توریت کے وہ لعنتی ہوا اور اس کا رفع نہیں ہوا اور یہ دلیل اس کے کاذب ہونے کی ہے۔ اور عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ لعنتی تو ہوا مگر ہمارے لئے اور بعد اس کے لعنت جاتی رہی اور رفع ہو گیا۔ اور خدا نے اپنے داہنے ہاتھ پر اس کو بٹھا لیا۔ پس اس آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ رفع بلا توقف ہوا۔ نہ یہودیوں کے زعم پر دائمی لعنت ہوئی جو ہمیشہ کے لئے رفع الی اللہ سے مانع ہے۔ اور نہ نصاریٰ کے زعم پر چند روز لعنت رہی اور پھر رفع الی اللہ رہا۔ مگر وفات کے ساتھ ہی رفع الی اللہ ہو گیا اور ان ہی آیات میں خدا تعالیٰ نے یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ رفع توریت کے احکام کے مخالف نہیں۔ کیونکہ توریت کا حکم عدم رفع اور لعنت اس حالت میں ہے کہ جب کوئی صلیب پر مارا جائے۔ مگر صرف صلیب کے چھونے یا صلیب پر کچھ ایسی تکلیف اٹھانے سے جو موت کی حد تک نہیں پہنچی لعنت لازم نہیں آتی اور نہ عدم رفع لازم آتا ہے۔ کیونکہ توریت کا منشاء یہ ہے کہ صلیب خدا تعالیٰ کی طرف سے جرائم پیشہ کی موت کا ذریعہ ہے۔ پس جو صلیب پر مر گیا وہ مجرمانہ موت مرا جو لعنتی موت ہے لیکن مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ اور اس کو خدا نے صلیب کی موت سے بچا لیا بلکہ جیسا کہ اس نے کہا تھا کہ میری حالت یونسؑ سے مشابہ ہے ایسا ہی ہوا۔ نہ یونس مچھلی کے پیٹ کے اندر مرا نہ یسوع صلیب کے پیٹ پر اور اس کی دعا "ایلی ایلی لما سبقتنی" سنی گئی۔ اگر مرتا تو پلاطوس پر بھی ضرور وبال آتا۔ کیونکہ فرشتہ نے پلاطوس کی بیوی کو یہ خبر دی تھی کہ "اگر یسوع مر گیا تو یاد رکھ کہ تم پر وبال آئے گا"۔ مگر پلاطوس پر کوئی وبال نہ آیا۔ اور یہ بھی یسوع کے زندہ رہنے کی ایک نشانی ہے کہ اس کی ہڈیاں صلیب کے وقت نہیں توڑی گئیں اور صلیب سے اتارنے کے بعد چھیدنے سے خون بھی نکلا۔ اور اس نے حواریوں کو صلیب کے بعد اپنے زخم بھی دکھلائے اور ظاہر ہے کہ نئی زندگی کے ساتھ زخموں کا ہونا ممکن نہ تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا۔ اس لئے لعنتی بھی نہیں ہوا اور بلاشبہ اس نے پاک وفات پائی اور خدا کے تمام رسولوں کی طرح موت کے بعد وہ بھی خدا کی طرف اٹھایا گیا۔ اور بموجب وعدہ انی متوفیک ورافعک الیّ اس کا خدا کی طرف رفع ہوا۔ اگر وہ صلیب پر مرتا تو اپنے قول سے خود جھوٹا ٹھہرتا کیونکہ اس صورت میں یونسؑ کے ساتھ اس کی کچھ بھی مشابہت نہ ہوتی۔

سو یہی جھگڑا مسیح کے بارے میں یہود اور نصاریٰ میں چلا آتا تھا جس کو قرآن شریف نے فیصلہ کیا۔ پھر ابھی تک نصاریٰ کہتے ہیں کہ قرآن کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اے نادان اور دلوں کے اندھو! قرآن شریف کامل توحید لایا۔ قرآن نے عقل اور نقل کو ملا کر دکھلایا۔ قرآن نے توحید کو کمال تک پہنچایا۔ قرآن نے توحید اور صفاتِ باری پر دلائل قائم کئے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت عقلی نقلی دلائل سے دیا۔ اور کشفی طور پر بھی دلائل قائم کئے اور وہ مذہب جو پہلے قصہ کہانی کے رنگ میں چلا آتا تھا اس کو علمی رنگ میں دکھلایا۔ اور ہر ایک عقیدہ کو علمی جامہ پہنایا۔ اور وہ سلسلہ معارف دینیہ کا جو غیر مکمل تھا اس کو کمال تک پہنچایا۔ اور یسوع کی گردن پر سے لعنت کا طوق اتارا اور اس کے مرفوع اور سچا نبی ہونے کی شہادت دی تو کیا اس قدر فیض رسانی کے ساتھ بھی قرآن شریف کی ضرورت ثابت نہ ہوئی؟

یہ یاد رہے کہ قرآن شریف نے بڑی صفائی سے اپنی ضرورت ثابت کی ہے۔ قرآن شریف صاف کہتا ہے اعلموا ان اللّٰہ یحیی الارض بعد موتھا۔ یعنی اس بات کو جان لو کہ زمین مر گئی تھی اور اب خدا نئے سرے اس کو زندہ کرنے لگا ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ قرآن شریف کے زمانہ قربِ نزول میں ہر ایک قوم نے اپنا چال چلن بگاڑا ہوا تھا۔ پادری فنڈل مصنف میزان الحق باوجود اس قدر تعصب کے جو اس کے رگ و ریشہ میں بھرا ہوا تھا میزان الحق میں صاف گواہی دیتا ہے کہ "قرآن کے نزول کے زمانہ میں یہود اور نصاریٰ کا چال چلن بہت خراب ہو رہا تھا" لیکن پھر بھی یہ جھوٹا عذر پیش کر دیا کہ خدا تعالیٰ کو ایک جھوٹا نبی بھیج کر یہود اور نصاریٰ کو تنبیہ کرنا منظور تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ پر تہمت ہے۔ کیا ہم اللہ جل شانہ کی طرف یہ خراب عادت منسوب کر سکتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو گمراہی اور بدچلنی میں پا کر یہ تدبیر سوچے کہ اور بھی گمراہی کے سامان ان کے لئے میسر کرے اور کروڑہا بندگانِ خدا کو اپنے ہاتھ سے تباہی میں ڈالے۔ کیا غلبۂ شدائد اور مصائب کے وقت خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں یہی عادت اس کی ثابت ہوتی ہے؟ افسوس کہ یہ لوگ دنیا سے محبت کر کے کیسے آفتاب پر تھوک رہے ہیں۔ ایک ناچیز انسان کو خدا بھی کہتے ہیں اور پھر ملعون بھی۔ اور اس عظیم الشان نبی کے وجود سے انکار کر رہے ہیں کہ جو ایسے وقت میں آیا جبکہ نوعِ انسان مردہ کی طرح ہو رہی تھی اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن کی ضرورت کیا تھی۔ اے غافلو! اور دلوں کے اندھو! قرآن جیسے ضلالت کے طوفان کے وقت میں آیا کوئی نبی ایسے وقت میں نہیں آیا۔ اس نے دنیا کو اندھا پایا۔ اور روشنی بخشی۔ اور گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اور مردہ پایا اور جان عطا فرمائی۔ تو کیا ابھی ضرورت ثابت ہونے میں کچھ کسر رہ گئی؟ اور اگر یہ کہو کہ توحید تو پہلے بھی موجود تھی قرآن نے نئی چیز کونسی دی؟ تو اس سے اور بھی تمہاری عقل پر رونا آتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ توحید پہلی کتابوں میں ناقص طور پر تھی اور تم ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ کامل تھی۔ ماسوا اس کے توحید دلوں سے بکلی گم ہو چکی تھی۔ قرآن نے اس توحید کو پھر یاد دلایا اور اس کو کمال تک پہنچایا۔ قرآن شریف کا نام بھی اسی لئے ذکر ہے کہ وہ یاد دلانے والا ہے۔ ذرا آنکھ کھول کر سوچو کہ کیا توریت نے جو کچھ توحید کے بارے میں بیان کیا تھا وہ ایک ایسی نئی بات تھی جو پہلے نبیوں کو اس کی خبر نہیں تھی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ سب سے پہلے آدمؑ کو اور پھر شیثؑ کو اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور دوسرے رسولوں کو جو موسیٰؑ سے پہلے آئے توحید کی تعلیم ملی تھی؟ پس یہ توریت پر اعتراض ہے کہ اس نے نئی چیز کونسی پیش کی۔ اے کج دل قوم خدا روز روز نیا نہیں ہو سکتا۔ موسیٰؑ کے وقت میں وہی خدا تھا جو آدمؑ اور شیثؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور یوسفؑ کے وقت میں تھا۔ اور توریت نے وہی توحید کے بارے میں بیان کیا جو پہلے نبی کرتے آئے۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ کیوں توریت نے اسی پرانی توحید کا ذکر کیا تو اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور وحدانیت کا مسئلہ توریت سے شروع نہیں ہوا بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ ہاں بعض زمانوں میں ترکِ عمل کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل ضرور ہوتا رہا ہے۔ پس خدا کی کتابوں اور نبیوں کا یہ کام تھا کہ وہ ایسے وقتوں میں آتے رہے ہیں کہ جب اس مسئلہ توحید پر لوگوں کی توجہ کم رہ گئی ہو اور طرح طرح کے شرکوں میں وہ مبتلا ہو گئے ہوں۔ یہی مسئلہ دنیا میں ہزاروں دفعہ مستقل ہوا۔ اور ہزاروں دفعہ پھر زنگ خوردہ کی طرح ہو کر لوگوں کی نظر دل سے چھپ گیا۔ اور جب چھپ گیا تو پھر خدا نے اپنے کسی بندہ کو بھیجا تا نئے سرے اس کو روشن کر کے دکھلائے۔ اسی طرح دنیا میں کبھی ظلمت کبھی نور غالب آتا رہا اور ہر ایک نبی کی شناخت کا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا معیار ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس وقت آیا اور کس قدر اصلاح اس کے ہاتھ سے ظہور میں آئی چاہیئے کہ حق طلبی کی راہ سے اس بات کو سوچیں اور شریروں اور متعصب لوگوں کے بدخیالات اقوال کی طرف توجہ نہ کریں اور ایک صاف نظر لے کر کسی نبی کے حالات کو دیکھیں کہ اس نے ظہور فرما کر اس زمانہ کے لوگوں کو کس حالت میں پایا۔ اور پھر ایسے ان لوگوں کے عقائد اور چال چلن میں کیا تبدیلی کر کے دکھلائی تو اس سے ضرور پتہ لگ جائے گا کہ کون نبی اشد ضرورت کے وقت آیا اور کون اس سے کم تر۔ نبی کی ضرورت گنہگاروں کے لئے بعینہٖ ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کے لئے اور جیسا کہ بیماروں کی کثرت ایک طبیب کو چاہتی ہے ایسا ہی گنہگاروں کی کثرت ایک مصلح کو۔

اب اگر کوئی اس قاعدہ کو ذہن میں رکھ کر عرب کی تاریخ پر نظر ڈالے کہ عرب کے باشندے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے کیا تھے اور پھر کیا ہو گئے تو بلاشبہ وہ اس نبی فخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کو قوت قدسی اور تاثیر قوی اور افاضۂ برکات میں سب نبیوں سے اوّل درجہ پر سمجھے گا اور اسی بناء پر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی ضرورت کو دوسری تمام کتابوں اور نبیوں کی ضرورت سے بدیہی الثبوت یقین کرے گا مثلاً یسوع نے دنیا میں آکر دنیا کی کس ضرورت کو پورا کیا؟ اس کا ثبوت کیا ہے کہ اس نے کوئی ضرورت کی؟ کیا یہودیوں کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کوئی بھاری تبدیلی کر دی یا اپنے حواریوں کو تزکیہ نفس میں کمال تک پہنچا دیا؟ بلکہ ان پاک اصلاحوں میں سے کچھ بھی ثابت نہیں اور اگر کچھ ثابت ہے تو صرف یہی کہ چند آدمی طمع اور لالچ سے بھرے ہوئے اس کے ساتھ ہو گئے اور انجام کار انھوں نے بڑی قابل شرم بے وفائیاں دکھلائیں اور اگر یسوع نے خودکشی کی تو میں اس سے زیادہ ہرگز تسلیم نہیں کروں گا کہ ایک ایسی بیوقوفی کی حرکت اس سے صادر ہوئی جس سے اس کی انسانیت اور عقل پر ہمیشہ کے لئے داغ لگ گیا۔ ایسی حرکت جس کو انسانی قوانین بھی ہمیشہ جرائم کے نیچے داخل کرتے ہیں کیا کسی عقلمند سے صادر ہو سکتی ہے! ہرگز نہیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ یسوع نے کیا سکھلایا اور کیا دیا؟ کیا وہ لعنتی قربانی جس کا عقل اور انصاف کے نزدیک کوئی بھی نتیجہ معلوم نہیں ہوتا۔

یاد رہے کہ انجیل کی تعلیم میں کوئی نئی خوبی نہیں بلکہ یہ سب تعلیم توریت میں پائی جاتی اور اس کا ایک بڑا حصہ یہودیوں کی کتاب طالموت میں اب تک موجود ہے اور یہودی فاضل اب تک روتے ہیں کہ ہماری کتابوں سے فقرے چرائے گئے ہیں چنانچہ حال میں جو ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس آئی ہے اس نے اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کئی ورق لکھے ہیں اور بڑے زور سے اسناد پیش کئے ہیں کہ فقرات کہاں کہاں سے چرائے گئے ہیں۔ میں نے یہ کتابیں صرف میاں سراج الدین کے لئے منگوائی تھیں مگر ان کی بدقسمتی ہے کہ وہ دیکھنے سے پہلے چلے گئے محقق عیسائی اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت انجیل یہودیوں کی کتابوں کے ان مضامین کا خلاصہ ہے جو حضرت مسیح کو پسند آئے۔ لیکن بالآخر یہ کہتے ہیں کہ مسیح کے دنیا میں آنے سے یہ غرض نہیں تھی کہ کوئی نئی تعلیم لائے بلکہ اصل مطلب تو اپنے وجود کی قربانی دینا تھا۔ یعنی وہی لعنتی قربانی جس کے بار بار کے ذکر سے میں اس رسالہ کو پاک رکھنا چاہتا ہوں۔ غرض عیسائیوں کو یہ دھوکہ لگا ہوا ہے کہ شریعت توریت تک مکمل ہو چکی۔ اس لئے کہ یسوع کوئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ نجات دینے کے سامان لے کر آیا اور قرآن نے ناحق پھر ایسی شریعت کی بنیاد ڈالی جو پہلے مکمل ہو چکی تھی۔ یہی دھوکا عیسائیوں کے ایمان کو کھا گیا مگر یاد رہے کہ یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ چونکہ انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اور نوع انسان میں خدا کے احکام عملی طور پر ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتے اس لئے ہمیشہ یاد دلانے والے اور قوت دینے والے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن قرآن شریف صرف ان ہی دو ضرورتوں کی وجہ سے نازل نہیں ہوا بلکہ وہ پہلی تعلیموں کا درحقیقت متمم اور مکمل ہے مثلاً توریت کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے عفو اور صبر اور درگزر پر ہے[1] اور قرآن شریف ان دونوں صورتوں میں محل شناسی کی تعلیم دیتا ہے ایسا ہی ہر ایک باب میں توریت افراط کی طرف گئی ہے اور انجیل تفریط کی طرف۔ اور قرآن شریف وسط کی تعلیم کرتا اور محل اور موقعہ کا سبق دیتا ہے گو نفس تعلیم تینوں کتابوں کا ایک ہی ہے۔ مگر کسی نے کسی پہلو کو شدومد کے ساتھ بیان کیا اور کسی نے کسی پہلو کو اور کسی نے فطرت انسانی کے لحاظ سے درمیانہ راہ لیا جو طریق تعلیم قرآن ہے اور چونکہ محل اور موقع کا لحاظ رکھنا یہی حکمت ہے سو اس حکمت کو صرف قرآن شریف نے سکھلایا ہے توریت ایک بے ہودہ سختی کی طرف کھینچ رہی ہے اور انجیل ایک بے ہودہ عفو پر زور دے رہی ہے اور قرآن شریف وقت شناسی کی تاکید کرتا ہے پس جس طرح پستان میں آکر خون دودھ بن جاتا ہے اسی طرح توریت اور انجیل کے احکام قرآن شریف میں آکر حکمت بن گئے اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا تو توریت اور انجیل اس اندھے کے تیر کی طرح ہوتیں کہ کبھی ایک آدھ دفعہ نشانہ پر لگ گیا اور سو دفعہ خطا گیا۔ غرض شریعت قصوں کے طور پر توریت سے آئی اور مثالوں کی طرح انجیل سے ظاہر ہوئی اور حکمت کے پیرایہ میں قرآن شریف سے حق اور حقیقت کے طالبوں کو ملی۔

سو توریت اور انجیل قرآن کا کیا مقابلہ کریں گے۔ اگر صرف قرآن شریف کی پہلی سورۃ کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیں یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ جو فقط سات آیتیں ہیں اور جس ترتیب اور ترکیب محکم اور نظام فطرتی سے اس سورۃ میں صدہا حقائق اور معارف دینیہ اور روحانی حکمتیں درج ہیں ان کو موسےٰ کی کتاب یا یسوع کے چند ورق انجیل سے نکالنا چاہیں تو گو ساری عمر کوشش کریں تب بھی یہ کوشش لاحاصل ہوگی۔ اور یہ بات لاف گزاف نہیں بلکہ واقعی اور حقیقی یہی بات ہے کہ توریت اور انجیل کو علوم حکمیہ میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہم کیا کریں۔ اور کیونکر فیصلہ ہو۔ پادری صاحبان ہماری کوئی بات بھی نہیں مانتے۔ بھلا اگر وہ اپنی توریت یا انجیل کو معارف اور حقائق کے بیان کرنے اور خواص کلام الوہیت ظاہر کرنے میں کامل سمجھتے ہیں تو ہم بطور انعام پانسو روپیہ نقد ان کو دینے کے لئے تیار ہیں اگر وہ اپنی کل ضخیم کتابوں میں سے جو ستّر کے قریب ہوں گی وہ حقائق و معارف شریعت اور مرتب اور منتظم دُرر حکمت و جواہر معرفت و خواص کلام الوہیت دکھلا سکیں جو سورۂ فاتحہ میں ہے جسے ہم پیش کریں۔ اور اگر یہ روپیہ تھوڑا ہو تو جس قدر ہمارے لئے ممکن ہو گا ہم اُن کی درخواست پر بڑھا دیں گے اور ہم صفائی فیصلہ کے لئے پہلے سورہ فاتحہ کی ایک تفسیر تیار کر کے اور چھاپ کر پیش کریں گے اور اُس میں وہ تمام حقائق و معارف و خواص کلام الوہیت بیان کریں گے جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہیں اور پادری صاحبوں کا یہ فرض ہوگا کہ توریت اور انجیل اور اپنی تمام کتابوں میں سے سورۃ فاتحہ کے مقابل پر حقائق اور معارف اور خواص کلام الوہیت جس سے مراد فوق العادۃ عجائبات ہیں جن کا بشری کلام میں پایا جانا ممکن نہیں پیش کر کے دکھلا دیں۔ اور اگر وہ ایسا مقابلہ کریں اور تین منصف غیر قوموں میں سے کہہ دیں کہ وہ لطائف اور معارف اور خواص کلام الوہیت جو سورۃ فاتحہ میں ثابت ہوئے ہیں وہ اُن کی پیش کردہ عبارتوں میں بھی ثابت ہیں تو ہم پانسو روپیہ جو پہلے سے اُن کے لئے اُن کی اطمینان کی جگہ جمع کرایا جاوے گا دیدیں گے۔

اب کیا کسی پادری کا حوصلہ ہے جو ایسا مقابلہ کرے؟ خدا کا کلام خدا کی قول سے ہوتا ہے جیسا کہ اس کی مصنوعات عجائب قدرت سے ثابت ہوتی ہیں مثلاً آسمان پر ہزاروں ستارے ہیں۔ اب اگر کوئی بیوقوف چند ستاروں کی طرف اشارہ کر کے کہدے کہ ان کی کیا ضرورت ہے: لہٰذا یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ یا چند بوٹیوں یا پتھروں یا جانوروں کا نام لے کر کہدے کہ ان کے وجود کے بغیر دوسری بوٹیوں وغیرہ سے کام چل سکتا ہے اس لئے یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہے تو ایسا قائل بجز دیوانہ یا احمق کے اور کون ہو سکتا ہے

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن ان تمام کمالات کا جامع ہے جن کی انسان کو تکمیل نفس کے لئے حاجت ہے اور توریت کی قرآن کے ساتھ یہ مثال ہے کہ جیسے ایک مسافر خانہ تھا وہ بڑی بڑی آندھیوں اور زلزلوں کے باعث سے گر پڑا۔ اور بجائے اس مسافر خانہ کے ایک اینٹوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اور پاخانہ کی اینٹیں باورچی خانہ میں اور باورچی خانہ کی پاخانہ میں جا پڑیں اور سب مکان زیر و زبر ہو گیا۔ پس اس سرائے کے مالک کو مسافروں کے حال پر رحم آیا۔ سو اس نے فی الفور بجائے اس مسافر خانہ کے ایک ایسا عمدہ اور آرام بخش مسافر خانہ تیار کیا۔ جو اس پہلے سے بہتر اور مسافروں کے لئے نہایت آرام بخش مکانات اپنے اپنے قرینہ سے اُس میں موجود تھے۔ اور کسی ضرورت سے مکان کی کمی نہیں تھی۔ اور مالک نے اُس آخر الذکر مسافر خانہ کی تعمیر میں کچھ تو وہی اینٹیں پہلے مسافر خانہ کی لے لیں اور کچھ زیادہ اینٹیں اور لکڑی وغیرہ مصالحہ بہم پہنچایا جو عمارت کو کامل طور پر کافی ہو سکتا تھا۔ سو قرآن شریف وہی دوسرا مسافر خانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔!!

اس جگہ یہ اعتراض بھی دور کرنے کے قابل ہے کہ جس حالت میں حقیقی اور کامل تعلیم یہی ہے جس میں محل اور موقعہ کی رعایت اور ہر ایک نکتہ معرفت کا استیفاء کے ساتھ بیان ہو تو کیا سبب ہے کہ توریت اور انجیل دونوں اس سے خالی رہیں۔ اور قرآن شریف نے ان دونوں کو کمال تک پہنچایا تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ توریت اور انجیل کا قصور نہیں ہے بلکہ قوموں کی استعداد کا قصور ہے یہودی لوگ جن سے پہلے حضرت موسیٰ کو واسطہ پڑا۔ وہ چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہے تھے اور ایک مدت دراز تک

---

[1] یہ سختی اور نرمی اپنے زمانہ اور اقوام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے مناسب تعلیم تھی مگر حقیقی تعلیم نہیں تھی جو قابل ترک نہ ہو۔ منہ

ظلم سے تختۂ مشق رہ کر عدل اور انصاف کی حقیقت سے بے خبر ہو گئے تھے۔ یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ اگر بادشاہ وقت جو مؤدب اور آموزگار کے حکم میں ہوتا ہے عادل ہو تو رعایا پر عدل کا پرتو پڑتا ہے اور طبعاً وہ بھی خلقِ عدل کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور تہذیب اور شائستگی ان میں پیدا ہو کر عادلانہ صفات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں لیکن اگر بادشاہ ظالم ہو تو رعایا بھی اس سے ظلم اور تعدی کا سبق سیکھتی ہے۔ اور اکثر ان کی صفتِ عدل سے محروم ہوتی ہے۔ پس یہی حال بنی اسرائیل کا ہوا کہ وہ لوگ ایک مدت دراز تک فرعون جیسے ظالم بادشاہ کی رعایا رہ کر اور طرح طرح کے ظلم اٹھا کر عدل کی کیفیت سے بالکل غافل ہو گئے۔ سو حضرت موسیٰؑ کا یہ فرض تھا کہ ان کو سب سے پہلے عدل کا سبق دیں۔ اس لئے توریت میں عدل کی حفاظت کے لئے بڑے شد و مد سے آیات پائی جاتی ہیں۔ ہاں رحم کی آیات کا بھی توریت میں پتہ ملتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھو تو ایسی آیتیں بھی عدل کے حدود کی نگہداشت کے لئے اور ناجائز جذبات اور بے جا کینوں کے روکنے کے لئے بیان فرمائی گئی ہیں اور ہر جگہ اصل مدعا قوانین عدل اور انصاف کی نگہداشت ہے لیکن انجیل پڑھنے سے یہ مدعا معلوم نہیں ہوتا بلکہ انجیل میں عفو اور ترک انتقام پر زور دیا گیا ہے اور جب ہم انجیل کو تدبر اور عمیق نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اسکے سلسلہ عبارت سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا اپنے مخاطبین کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ لوگ طریق مروت اور صبر اور ترک انتقام سے بالکل دور اور مہجور ہیں اور چاہتا ہے کہ ان کے ایسے دل ہو جائیں کہ انتقام لینے کے حریص نہ ہوں اور صبر اور برداشت اور عفو اور درگذر اپنی عادت کریں۔ اس کا یہی سبب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودیوں کی اخلاقی حالت میں بہت فتور آ گیا تھا اور مقدمہ بازی اور کینہ کشی میں انتہا تک پہنچ گئے تھے اور اس بہانہ سے کہ ہم قانون عدل کے حامی ہیں رحم اور درگذر کی خصلتیں بالکل ان سے دور ہو گئی تھیں۔ سو انجیل کی نصیحتیں قانونِ مختص الزمان کی طرح یا قانونِ مختص القوم کی طرح ان کو سنائی گئی تھیں۔ مگر یہ واقعی قانون کی تصویر نہ تھی اس لئے قرآن نے آکر ان کو دور کر دیا۔

جس وقت ہم قرآن شریف کو غور سے دیکھتے ہیں اور صاف دل سے اس کے مقصد کے گہراؤ تک چلے جاتے ہیں تو ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ قرآن نے نہ توریت کی طرح انتقام اور سختی پر زور ڈالا ہے کہ جیسا کہ توریت کی لڑائیوں اور قانونِ قصاص سے ثابت ہوتا ہے اور نہ انجیل کی طرح یک طرفہ عفو اور صبر اور درگذر کی تعلیم پر گر پڑا ہے بلکہ بار بار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے یعنی یہ حکم دیتا ہے کہ جو امر عقل اور شرع کے رو سے بہتر اور محل پر ہو اس کو بجالاؤ۔ اور جس پر عقل اور شرع کا اعتراض ہو اور منکرات میں سے ہو اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ سو قرآن شریف کے دیکھنے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے قوانین اور حدود اور اوامر کو علم کے رنگ میں ہمارے دلوں میں جمانا چاہتا ہے کیونکہ وہ شخصی امر اور نہی کے زندان میں ہمیں محبوس کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنی پاک شریعت کو قواعد کلیہ کے طور پر بیان کر دیتا ہے مثلاً وہ ایک کلام کلّی کے طور پر حکم فرماتا ہے کہ تم معروف کو بجالاؤ اور منکر سے دستکش ہو جاؤ۔ سو یہ دو کلمے یعنی معروف اور منکر ایسے جامع کلمے ہیں جو شریعت کے قوانین کو علمی رنگ میں لے آتے ہیں اور اس تعلیم سے ہر ایک محل میں یہ سوچنا پڑتا ہے کہ حقیقی نیکی کیا ہے مثلاً اس وقت جو زید نے ہمارا ایک گناہ کیا ہے تو کیا اس کو مارنا بہتر ہے یا عفو کرنا اور ایک بھائی جو ہم سے مثلاً ہزار روپیہ اس غرض سے مانگتا ہے کہ وہ اس روپیہ سے اپنے لڑکے کی دھوم دھام سے شادی کرے اور آتش بازی اور گانے والی عورتیں اور دوسرے باجوں کے ساتھ اپنے خاندان کے رسوم کے موافق اس رسم کو ادا کرے تو گو ہم ہزار روپیہ اس کو دے سکتے ہیں مگر ہمیں امر معروف اور نہی منکر کے قاعدہ کے لحاظ سے سوچ لینا چاہیئے کہ ایسی سخاوت سے ہم کس شخص کی مدد کرتے ہیں غرض اسی طرح قرآن شریف نے ہمارے دین اور دنیا کی بہبودی کے لئے ہمارے ہر ایک کار خیر میں محل اور موقعہ کی قید لگا دی ہے۔

اب میں میاں سراج الدین صاحب کے سوال دوم کا جواب دے چکا ہوں اور میں لکھ چکا ہوں کہ اسلام نے یہودیوں کے ساتھ توحید منوانے کے لئے لڑائیاں نہیں کیں بلکہ اسلام کے مخالف خود اپنی شرارتوں سے لڑائیوں کے محرک ہوئے۔ بعض نے مسلمانوں کے قتل کرنے کے لئے خود پہلے پہل تلوار اٹھائی۔ بعض نے ان کی مدد کی۔ بعض نے اسلام کی تبلیغ روکنے کے لئے بے جا مزاحمت کی۔ سو ان تمام موجبات کی وجہ سے مفسدوں کی سرکوبی اور سزا اور شر کی مدافعت کے لئے خدا تعالیٰ نے انہی مفسدوں کے مقابل پر لڑائیوں کا حکم کیا اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک اس وجہ سے مخالفوں سے لڑائی نہیں کی کہ اس وقت پوری جمعیت حاصل نہیں ہوئی تھی یہ محض ظالمانہ اور مفسدانہ خیال ہے۔ اگر صورتِ حال یہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تیرہ برس تک ان ظلموں اور خونریزیوں سے باز رہتے جو مکہ میں اُن سے ظہور پذیر ہوتے اور پھر آپ منصوبہ کر کے یہ تجویز نہ کرتے کہ یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا چاہیئے اور یا وطن سے نکال دینا چاہیئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہی بغیر حملہ مخالفین کے مدینہ کی طرف چلے جاتے تو ایسی بدظنیوں کی کوئی جگہ بھی ہوتی۔ لیکن یہ واقعہ تو ہمارے مخالفوں کو بھی معلوم ہے کہ تیرہ برس کے عرصہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کی ہر ایک سختی پر صبر کرتے رہے اور صحابہؓ کو سخت تاکید تھی کہ بدی کا مقابلہ نہ کیا جائے چنانچہ مخالفوں نے بہت سے خون بھی کئے۔ اور مسلمانوں کو زدوکوب کرنے اور خطرناک زخم پہنچانے کا تو کچھ شمار نہ رہا۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے حملہ کیا۔ سو ایسے حملہ کے وقت خدا نے اپنے نبی کو قہرِ اعداء سے محفوظ رکھ کر مدینہ پہنچا دیا اور خوشخبری دی کہ جنہوں نے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے ہلاک کئے جاویں گے۔ پس ذرا عقل اور انصاف سے سوچو کہ کیا اس روئیداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جمعیت لوگوں کی ہو گئی تو پھر لڑائی کی نیت جو پہلے سے دل میں پوشیدہ تھی ظہور میں آئی؟ افسوس ہزار افسوس کہ تعصب مذہبی کے رُو سے عیسائی دین کے حامیوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے یہ بھی نہیں سوچتے کہ مدینہ میں جا کر جب مکہ والوں کے تعاقب کے وقت بدر کی لڑائی ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی ہے تو کونسی جمعیت پیدا ہو گئی تھی۔ اس وقت تو کل تین سو تیرہ آدمی مسلمان تھے اور وہ بھی اکثر نوعمر ناتجربہ کار جو میدان بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ اس قدر آدمیوں پر بھروسہ کر کے عرب کے تمام بہادروں اور یہود اور نصاریٰ اور لاکھوں انسانوں کی سرکوبی کے لئے میدان میں کسی کا نکلنا عقل فتویٰ دے سکتی ہے؟!! اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نکلنا ان تدبیروں اور ارادوں کا نتیجہ نہیں تھا جو ان دشمنوں کو ہلاک کرنے اور اپنی فتحیابی کے لئے سوچا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کم سے کم تیس چالیس ہزار فوج کی جمعیت حاصل کر لینا ضروری تھا اور پھر اسکے بعد لاکھوں انسانوں کا مقابلہ کرنا۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہ لڑائی مجبوری کے وقت خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوئی۔ نہ ظاہری سامان کے بھروسہ پر۔

اس جگہ ایک اور اعتراض کو دفع کرنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مدار نجات توحید اور اعمال صالحہ ہیں جو خدا کی محبت اور خوف سے ظہور پذیر ہوں تو یہودیوں کو کیوں اسلام کی طرف بلایا گیا یہودیوں میں ایک بھی آدمی ایسا باقی نہیں رہا جو عملی طور پر توحید کا پابند اور خدا کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتا ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت اکثر یہود اور نصاریٰ فاسق تھے جیسا کہ قرآن شریف صاف گواہی دیتا ہے کہ واکثرھم فاسقون پس جب کہ اکثر لوگ ان میں فاسق تھے جنہوں نے عملی طور پر توحید کے آداب اور اعمال صالحہ کو چھوڑ دیا تھا اس لئے خدا کے رحم نے ان کی اصلاح کے لئے اپنی سنت قدیمہ کے موافق یہی تقاضا کیا کہ ان کی طرف رسول بھیجے پھر اگر فرض بھی کر لیں کہ ان میں کوئی شاذ و نادر موحد اور صالح تھا سو وہ خدا کے رسول سے سرکش رہ کر صالح نہ رہا اور جب کہ ادنیٰ گناہ انسان کے دل کو سیاہ کر دیتا ہے تو پھر کیونکر باور کیا جاوے کہ خدا کے رسول کی نافرمانی کرنے والا اور اس سے عداوت رکھنے والا پاک دل رہ سکتا ہے۔

(باقی)

درخواست دعا

میری بچی عزیزہ مبارکہ بیگم سخت بیمار رہی ہے احباب جماعت خاص توجہ سے عزیزہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (ڈاکٹر محمد عارف خان کلکتہ ۔ ۱۷)

مجالس خدام احمدیہ کی آگاہی کیلئے

قبل ازیں خدام الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی امتحان کے سلسلہ میں ہر سہ معیاروں کا مقررہ نصاب بذریعہ الفضل اور رسالہ "خالد" وغیرہ شائع کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اب ہر سہ معیاروں کے نصاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس اضافہ کو جملہ خدام خاص طور پر عہدیداران حضرات نوٹ فرمالیں۔ جملہ امتحان دینے والے خدام کے لئے یہ کتاب شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مفت مہیا کی جائے گی۔

قائدین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ فوری طور پر آگاہ فرمائیں کہ ان کی مجلس سے ہر سہ معیار میں علیحدہ علیحدہ کتنے کتنے خدام شریک ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ امتحان ماہ ستمبر ۶۳ء میں لیا جائے گا۔

(مہتمم تعلیم و ذہانت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

طوفان زدگان کیلئے مزید ۵۰ لاکھ روپے کی امداد کا اعلان

ابتدائی اطلاعات کے مطابق ساحلی جزیروں میں ہولناک نقصان ہوا ہے

ڈھاکہ۔ حالیہ طوفان سے ساحلی جزیروں میں جو جانی اور مالی نقصان ہوا ہے اس کی ابتدائی اطلاعات ڈھاکہ پہنچنا شروع ہو گئی ہیں یہ اطلاعات انتہائی ہولناک ہیں اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ طوفان سے ان جزیروں میں بے پناہ جانی نقصان کے علاوہ تقریباً تمام مکانات تباہ ہو گئے ہیں اور نعشیں خلیج بنگال میں تیر رہی ہیں

دریں اثنا صدر ایوب خان نے چاٹگام اور کاکس بازار کے فضائی سروے کے بعد کل ڈھاکہ پہنچنے پر بتایا کہ حکومت نے امدادی کاموں کے لئے صوبائی حکومت کو مزید پچاس لاکھ روپے دیئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ امدادی کام زور و شور سے جاری ہے صدر نے گورنر مشرقی پاکستان جناب عبدالمنعم خاں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ایک ہفتہ چاٹگام میں ہی ٹھہریں اور امدادی کاموں کی نگرانی کریں

صدر ایوب نے طوفان سے متاثرہ علاقوں کا فضائی جائزہ لینے کے بعد ڈھاکہ پہنچنے پر اعلیٰ سطح کی ایک کانفرنس طلب کی جس میں طوفان کی تباہ کاریوں اور امدادی کام کا جائزہ لیا گیا۔

صوبائی حکومت فساد کے بارے میں مکمل تحقیقات کرائیگی

فساد کے ذمہ دار افراد کو سخت سزا دی جائیگی

وزیر اطلاعات آج شیعہ اور سنی رہنماؤں سے بات چیت کرینگے

لاہور ۴ جون۔ مغربی پاکستان کے اطلاعات و آبکاری اور محصولات کے وزیر شیخ مسعود صادق نے کل لاہور میں فرقہ وارانہ گڑبڑ پر اظہار افسوس کیا اور بتایا کہ حکومت اس گڑبڑ کے اسباب کی مکمل تحقیقات کرائے گی اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ثابت ہوں گے انہیں سخت سزا دی جائے گی وزیر اطلاعات کل شام یہاں کشیدگی کو کم کرنے کیلئے شیعہ اور سنی رہنماؤں سے بات چیت کی شیخ مسعود صادق نے کل شہر کا گشت کیا اور ہسپتال بھی گئے جہاں زخمیوں کو داخل کیا گیا ہے صوبائی وزیر صحت جناب عبدالقادر سنجرانی اور قومی اسمبلی کے رکن چوہدری ظہور الٰہی ان کے ہمراہ تھے۔

بھارتی طیارے کو حادثہ ۲۹ افراد ہلاک

نئی دہلی۔ پٹھانکوٹ کے قریب انڈین ایئر لائنز کا ایک ڈکوٹہ گر کر تباہ ہو گیا اس حادثہ میں ۲۹ افراد ہلاک ہوئے جن میں ۲۵ مسافر اور چار ہوائی جہاز کے عملہ کے ارکان ہیں اس بدقسمت طیارہ میں پولینڈ کے سفارتخانے کے کمرشل اتاشی انکی بیوی اور چار بچے بھی سفر کر رہے تھے جو سب ہلاک ہو گئے یہ طیارہ امرتسر سے سری نگر جا رہا تھا کہ پٹھانکوٹ کے قریب اس میں آگ لگ گئی اور وہ آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا گر کر تباہ ہو گیا ہوائی جہاز کے مسافروں اور عملے کا کوئی شخص زندہ نہیں بچ سکا۔

فارموسا کے مفرور ہوا باز کو انعام

پیکنگ ۴ جون۔ فارموسا کی فضائیہ کے ہوا باز ہوزی تنگ کو جنہوں نے فارموسا سے فرار ہو کر جمہوریہ چین میں پناہ لی ہے چینی فضائیہ کا میجر بنا دیا گیا ہے اور انہیں اڑھائی ہزار اونس سونا انعام دیا گیا ہے۔

اعلان نکاح

بتاریخ ۱۹ مئی ۱۹۶۳ء بروز اتوار بمقام بھارت نگر لاہور مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ لاہور نے عزیزہ فردوس اور عزیزہ حلیمہ کشور دختران شیخ کرم دین صاحب (کینیڈا) کا نکاح علی الترتیب عزیز حکیم اللہ ناصر ملک ابن ڈاکٹر عبید اللہ خاں صاحب لاہور اور عزیز عبدالباسط بٹ ابن عبدالحی صاحب بٹ (شاہنواز لمیٹڈ) کے ہمراہ آٹھ آٹھ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ یہ دونوں رشتے ہر جہت سے مبارک مبارک کرے۔ آمین۔

(فاطمہ صدیقہ اہلیہ شیخ کرم دین صاحب)

ہر شخص کو اپنے عقائد پر عمل کرنے کی اجازت ہے

سرگودہا کے جلسہ عام سے صدر محمد ایوب خان کا خطاب

سرگودھا ۵ جون۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ یوم عاشورہ پر لاہور میں گڑبڑ بعض شرانگیز عناصر اور ان کے ذاتی جھگڑوں کا نتیجہ ہے دنیا کی کوئی بھی مہذب قوم اس قسم کے واقعات کو برداشت نہیں کر سکتی صدر نے جو سرگودھا کے جلسہ عام میں تقریر کر رہے تھے کہا کہ یہ واقعات ملک کی بدنامی کا باعث ہیں۔ اسلام ہمیں اتحاد کی تعلیم دیتا ہے ہم سب ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں اسلام کے مختلف فرقے تیرہ سو سال سے چلے آ رہے ہیں اور ان فرقوں کے درمیان دشمنی نہیں ہونی چاہیئے ہر شخص کو اپنے عقائد پر عمل کرنے کی اجازت ہے اور یہ لوگوں کا فرض ہے کہ وہ فرقہ وارانہ فسادات اور جھگڑوں سے علیحدہ رہیں۔ جو کچھ ہوا ہے وہ شرمناک ہے اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے یہ اور بھی زیادہ شرمناک ہے ملک کے تمام صحیح الخیال لوگوں کو اس طرح کے مذموم رجحانات کے خلاف متفقہ طور پر جنگ کرنی چاہیئے ورنہ یہ رجحانات ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیں گے۔

صدر ایوب نے کشمیر کے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے مغربی ملکوں کی مصالحت کنندہ مقرر کرنے کی تجویز کو بے سود قرار دیا اور کہا یہ بات واضح ہے کہ مغربی ملکوں کی مصالحت کنندہ مقرر کرنے کی تجویز سے کوئی مفید بات ظاہر نہیں ہوگی کیونکہ بھارت کشمیر کے سوال جھگڑے کے پرامن تصفیہ سے نہ پہلے دلچسپی رکھتا تھا نہ اب رکھتا ہے بھارت طاقت کے بل بوتے پر کشمیر پر قابض رہنے کا خواہشمند ہے صدر نے کہا کہ ماضی میں بھی کشمیر کے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے مصالحتی کوششوں کا انجام ناکامی کی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے حال ہی میں مذاکرات کشمیر کے چھ دور ہوئے پاکستان نے پورے خلوص کے ساتھ اس وزارتی بات چیت میں حصہ لیا حالانکہ ہمیں معلوم تھا کہ بھارت مخلص نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم نے بات چیت کی تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ کشمیر کے متعلق بھارت کا رویہ کس قدر بے ایمانی پر مبنی ہے اس بات چیت میں بھارت نے ہر معقول حل قبول کرنے سے انکار کیا اور ہماری توقع کے مطابق بات چیت ناکام ہو گئی صدر نے مغربی ملکوں کی جانب سے بھارت کی فوجی امداد کا تذکرہ کرتے ہوئے مغربی ملکوں سے درخواست کی کہ وہ ان خطرناک نتائج کا احساس کریں جو اس علاقہ میں فوجی طاقت کے توازن میں بگاڑ کی وجہ سے پیدا ہوں گے صدر نے کہا کہ بھارت کے سامراجی عزائم اب راز نہیں رہے اور جنوب مشرقی ایشیا کے تقریباً سارے آزاد ملکوں کے لئے بھارت ایک خطرہ بن گیا ہے۔

لاہور میں فساد کے سلسلہ میں ۱۸۱ افراد گرفتار کر لئے گئے

رات آٹھ بجے سے صبح پانچ بجے تک کرفیو۔ متاثرہ علاقوں میں دکانیں بند رہیں!

لاہور ۵ جون۔ صوبائی دارالحکومت میں گزشتہ روز کے فسادات سے پیدا شدہ کشیدگی اب بڑی حد تک کم ہو گئی ہے کل تمام دن شہر میں کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔ پولیس نے کل دوپہر تک فسادات کے سلسلہ میں ایک سو اکیاسی افراد کو گرفتار کیا۔ یہ گرفتاریاں دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو کی خلاف ورزی لوٹ مار۔ دنگا فساد اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کے الزام میں عمل میں لائی گئیں ہیں

کل تمام دن بی گیٹ۔ کشمیری بازار۔ چوک نواب صاحب محلہ شیعاں سنہری مسجد۔ چوک ڈگی حمل پورہ بازار۔ ڈبی بازار۔ بازار حکیماں۔ بھاٹی دروازہ اور اندرون شہر کے دوسرے علاقوں میں کاروبار بند رہا۔ محلوں میں اشیاء خوردنی کی چند دکانیں کھلی ہوئی تھیں فساد سے متاثرہ تمام علاقوں میں مسلح پولیس اور فوج کے دستے گشت کر رہے ہیں۔

کرفیو آرڈر جو ڈپٹی کمشنر کے اعلان کے مطابق پرسوں رات ۲۴ گھنٹے کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ حالات معمول پر آ جانے کے پیش نظر صبح ۵ بجے کے بعد ختم کر دیا گیا کرفیو کے دوران مسلح پولیس اور فوجی دستے متاثرہ علاقوں میں گشت کرتے رہے اگرچہ کرفیو ختم ہونے کے بعد شہر میں کسی جگہ بھی کوئی واردات نہیں ہوئی تاہم احتیاط کے طور پر کل رات آٹھ بجے سے صبح پانچ بجے تک پھر کرفیو نافذ کر دیا گیا۔

مربی صاحبان کی اطلاع کیلئے

ضروری اعلان

مربی صاحبان کا جو امتحان ۹ جون ۶۳ء کو ہونا قرار پایا تھا وہ بعض وجوہ کی بناء پر تی الحال ملتوی کیا جاتا ہے، آئندہ یہ امتحان ۷ جون ۶۳ء کو ہوگا۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

خیرپور کے نزدیک افسوسناک فساد میں ایک سو بیس افراد ہلاک

کرفیو کا نفاذ، انڈس رینجرز اور فوج کے دستے طلب کر لئے گئے

سکھر۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق خیرپور سے قریباً چار میل دور موضع ٹھیڑی میں دو گروہوں کے درمیان لڑائی میں ایک سو بیس اشخاص ہلاک اور پچیس مجروح ہو گئے یہ تصادم اس وقت ہوا جب ایک مکان کو جس میں ایک مجلس ہو رہی تھی آگ لگا دی گئی، ڈپٹی کمشنر خیرپور اور سپرنٹنڈنٹ پولیس فوراً موقع پر پہنچ گئے اور اس وقت صورت حال قابو میں ہے، پولیس کی مدد کے لئے انڈس رینجرز طلب کر لئے گئے ہیں تمام علاقہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس خود حفاظتی انتظامات کی نگرانی کر رہے ہیں۔

آج صبح یہاں جو سرکاری پریس نوٹ جاری کیا گیا اس کا متن حسب ذیل ہے:۔

"کل خیرپور سے قریباً چار میل دور موضع ٹھیڑی میں افسوسناک فرقہ وارانہ تصادم ہوا جس میں قریباً ایک سو بیس افراد ہلاک اور پچیس مجروح ہو گئے، ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس خیرپور فوراً موقع پر پہنچ گئے اور صورت حال کو قابو میں لانے کے لئے فوری اقدامات کئے، علاقہ میں دفعہ ۱۴۴ لگا دی گئی ہے اور صورت حال پر بہت جلدی قابو پا لیا گیا۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس خیرپور رینج چوہدری فضل حق نے خود امدادی کام کی نگرانی کی اور سخت حفاظتی اقدامات کئے تمام متاثرہ علاقہ میں پولیس کی بڑی تعداد میں گشتی دستے مامور کر دئے گئے

"سکھر۔ نوابشاہ، لاڑکانہ اور جیکب آباد سے پولیس کی کمک طلب کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے انڈس رینجرز کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ سماج دشمن عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے خیرپور میں پولیس کی بھاری جمعیت گشت کر رہی ہے۔ پولیس نے ان افراد کو امن عامہ کی خلاف ورزی سے روکنے کے لئے بھی سخت اقدامات کئے ہیں۔

موضع ٹھیڑی میں آنے جانے کی ممانعت کر دی گئی۔ جہاں اتنا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے اور اس کی تفتیش کے لئے خاص انتظامات کئے گئے ہیں، تفتیش لاہور سے طلب کئے گئے افسروں کی ایک ٹیم کرے گی۔ علاوہ ازیں ایک مشترکہ امن کمیٹی قائم کی گئی ہے جو امن و امان برقرار رکھنے میں انتظامیہ کی مدد کر رہی ہے

مسٹر آئلیف آٹھ جون کو کراچی پہنچیں گے

کراچی ۵ جون عالمی بنک کے نائب صدر مسٹر آئلف آٹھ جون یا اس کے آس پاس کی کسی تاریخ کو کراچی پہنچیں گے۔ مسٹر آئلف سندھ طاس منصوبہ کے انچارج ہیں وہ منصوبہ بندی کمیشن کے نائب صدر مسٹر سعید حسن صوبائی واپڈا کے چیرمین مسٹر غلام اسحق اور وزارت خزانہ کے افسروں سے تربیلا بند کے مالی پہلوؤں پر تبادلہ خیالات کریں گے۔ سرکاری حلقے کہہ رہے ہیں کہ حکومت پاکستان تربیلا بند کی تعمیر مکمل کرنے کا تہیہ کر چکی ہے کیونکہ یہ بند پاکستان کے لئے بے حد ضروری ہے

صدر کینیڈی سے بھارتی صدر کی ملاقات

واشنگٹن ۵ جون۔ بھارت کے صدر رادھا کرشنن نے کل سرپیروائٹ ہاؤس میں صدر کینیڈی سے سوا گھنٹے تک ملاقات کی، صدر کینیڈی نے بعد ازاں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ہماری بات چیت بڑی خوشگوار رہی ہم نے باہمی دلچسپی کے تمام امور پر تبادلہ خیالات کیا صدر کینیڈی سے پوچھا گیا آپ بھارت جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، صدر نے جواب دیا، میرا ایسا کوئی پروگرام نہیں۔ کل شام صدر کینیڈی اور ان کی اہلیہ نے وائٹ ہاؤس میں صدر رادھا کرشنن کے اعزاز میں ضیافت کا اہتمام کیا

کنسٹیبل محمد بوٹا کے ورثا کیلئے تین ہزار روپے

لاہور ۵ جون صوبائی حکومت نے کنسٹیبل محمد بوٹا ...

درخواست دعا

اخویم مکرم بابو عبدالحلیم ... دفتر خزانہ صدر جھنگ کی چھوٹی عزیزی عذرا نسرین ایک ہفتہ ٹائیفائڈ بخار سخت بیمار ہے۔ پہلے بھی چار ماہ کے عرصہ میں اب ٹائیفائڈ کا حملہ ہوا ہے۔

بزرگان دین اور احباب عزیزہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔

(خاکسار ماسٹر محمد مولاداد سیکرٹری مال محلہ دارالیمن)

ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵